240.1

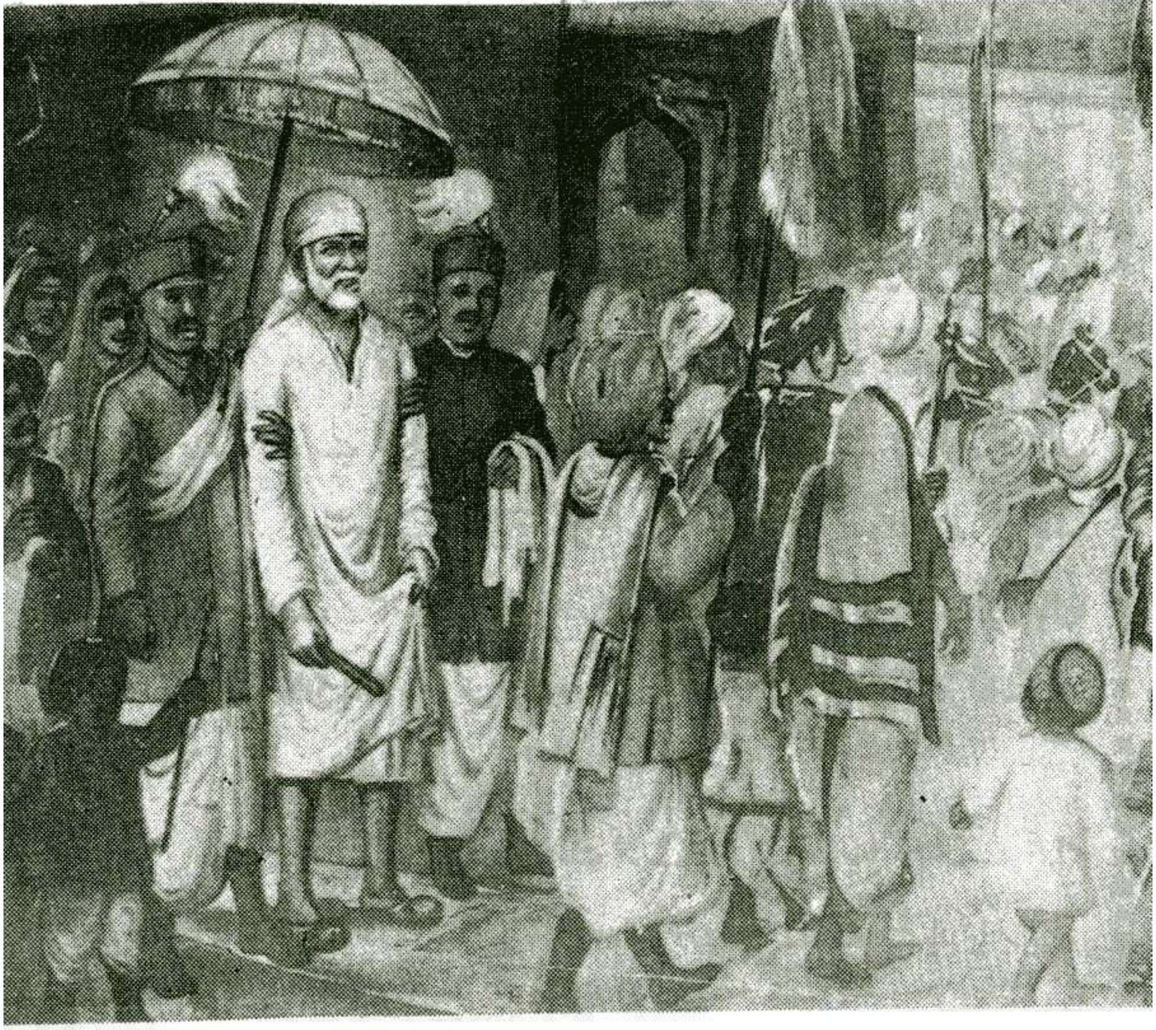

باباکی روانگی جلوس کی صورت میں بڑے احترام، آداب، اخلاق اور خاطر تواضع کے ساتھ ایک شنہشاہ کی طرح دوارکامائی مسجد سے چاوڑی تک ہوتی تھی۔

پھر بھگت ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے اور انھیں خوشبوئیں اور پھولوں کے گلدستے سونگھنے کے لیے دیتے۔ بابا تو غیر جانبداری یا بے تعلقی کی مجسم تھے۔ انھیں پھولوں اور جواہرات کے ان ہاروں کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی۔ ہاں اگر کوئی خیال تھا تو بھگتوں کی محبت کا جس کی وجہ سے وہ اس تزئین کاری کو بھی برداشت کرتے تھے۔ وہ انھیں ان کی خوشی کے لیے جو وہ چاہتے کرنے دیتے تھے۔ آخر میں باپو صاحب جوگ ساری رسومات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بابا کی آرتی اتارتے۔ اس موقع پر موسیقی کے ساز مقدس دھنیں بجاتے رہتے۔ جب آرتی ختم ہوتی تو سارے بھگت ایک ایک کر کے بابا کی اجازت لے کر گھروں کو روانہ ہوتے۔ چلم، عطر اور گلاب دینے کے بعد جب تاتیا پاٹل بھی جانے کے لیے کھڑا ہو جاتا تو بابا اسے بڑے پیار سے کہتے: میری دیکھ بھال ٹھیک سے کرنا اگر تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ لیکن رات کو کسی وقت آ کر مجھے دیکھ بھی جانا۔ اثبات میں جواب دے کر تاتیا پاٹل بھی چاوڑی سے روانہ ہو کر گھر چلا جاتا۔ پھر بابا اپنا بستر خود لگاتے۔ وہ 50 یا 60 چادریں ایک دوسرے کے اوپر پھیلا کر اپنا بستر لگاتے اور آرام فرماتے۔

ہم بھی اس قارئین سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ یہ بابا ختم کر کے آرام کریں اور یہ کہ وہ سائی بابا اور اس کے چاوڑی جلوس کو روز سونے سے پہلے یاد کیا کریں۔

بابا کو وہاں بیٹھایا۔ ایک اچھا انگرکھا بھی انھیں پہنادیا۔ پھر بھگتوں نے ان کی طرح طرح سے پوجا کی۔ انھوں نے ان کے سر پر ایک کلغی والا تاج رکھا۔ انھیں ہیرے جواہرات اور پھولوں کے ہار پہنائے ماتھے پر کستوری کی خوشبو میں رچی ہوئی عمودی لکیریں (تلک) اور ایک بندی بناتے (جیسے کہ ویشنو کے بھگت کرتے ہیں) اور پھر دیر تک جب تک کہ اس ان کی تسکین نہ ہوئی وہ انھیں تکتے رہے۔ وہ ان کے تاج کو وقتاً فوقتاً بدلتے رہے اور اس خوف سے کہ کہیں بابا اسے پھینک نہ دیں وہ اسے اٹھا کر سر کے اوپر بلند کرتے رہے۔ بابا ان سب کے دل کی کیفیت جانتے تھے اور وہ ان کی خواہشات کے سامنے بغیر اعتراض کیے تسلیم کرتے رہے۔ اس سجاوٹ کے ساتھ وہ بہت ہی خوبصورت دکھائی دیتے۔ نانا صاحب نمونکر چھتر کو اس کے خوب صورت آویزاں کے ساتھ پکڑے رہتے جو اس سے ملحقہ چھتری پر دائرے کی شکل میں گھومتا۔ باپو صاحب جوگ بابا کے پاؤں چاندی کی طشتری میں دھوتے پھر وہ انھیں ارگھیہ (پھول پتی) پیش کرتے ہوئے پوری رسومات کے ساتھ ان کی پوجا کرتے۔ پھر ان کے بازوں پر صندل کی کریم ملتے اور تمبول یعنی پان پیش کرتے۔ بابا گدی پر براجمان رہتے جب کہ تاتیا اور دوسرے کھڑے رہتے یا ان کے قدموں پر سجدہ کرتے۔ جب بابا گاؤ تکیے کے سہارے اپنی گدی پر بیٹھے ہوتے تو دونوں طرف کھڑے بھگت چمر اور پنکھے جھلتے۔ شیاما پھر چلم تیار کر کے تاتیا پاٹل کو دیتا جو اسے پیتے ہوئے اس کے شعلے کو پوری طرح بھڑکا کر بابا کو دیتا۔ بابا جب کش لگا لیتے تو پھر وہ اسے بھگت مہالا سپتی کے حوالے کرتے اس کے بعد باری باری وہ سب تک پہنچتی۔ وہ بے جان چلم بہت خوش قسمت تھی۔ اسے پہلے تلافی کے بہت سے مشکل مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ مثلاً کمہار کے قدموں تلے کچلا جانا کھلی چلچلاتی دھوپ میں اسے سکھانا پھر جلتی ہوئی آگ میں پکانا، تب کہیں جا کر اسے بابا کے ہاتھوں کا لمس اور ان کے ہونٹوں کا بوسہ نصیب ہوتا۔ یہ تقریب جب پوری ہو جاتی تو

قسم کی چمک ان سے پھوٹتی دکھائی دیتی۔ ایسا لگتا جیسے بابا کا چہرہ طلوع آفتاب کی طرح چمک رہا ہو یا صبح کے ابھرتے ہوئے سورج جیسی شان رکھتا ہو۔ بابا پوری توجہ کے ساتھ شمال کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے جیسے وہ کسی کو بلا رہے ہوں۔ سارے ساز اس وقت تک موسیقی پیدا کرتے رہتے جب تک بابا اپنے دائیں بازو کو کچھ دیر کے لیے اوپر نیچے ہلاتے رہتے۔ اس موقع پر کاکا صاحب دیکشت چاندی کی طشتری میں گلال ملے پھولوں کو لے کر آجاتے اور انھیں بابا کے جسم پر نچھاور کرتے۔ اس موقع پر بیچ بیچ میں ساز بہترین کارکردگی کا ثبوت دیتے جس سے بابا کا چہرہ اور بھی حسین اور چمک دار ہو جاتا۔ سبھی لوگ بابا کے چہرے کی اس چمک سے جی بھر کر لطف اندوز ہوتے۔ اس موقع پر منظر کی شان کو الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ کبھی کبھی کسی دیوتا کے زیر اثر یا مہالا سپتی ناچنا شروع کرتا لیکن سب یہ دیکھ کر حیران ہوتے کہ اس کی وجہ سے بابا کی توجہ میں ذرا برابر بھی خلل پیدا نہ ہوتا۔ ہاتھ میں لالٹین لے کر تاتیا پاٹل بابا کی بائیں طرف اور بھگت مہالا سپتی دائیں طرف بابا کے لباس کے دامن کو ایک ہاتھ سے اٹھاتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے۔ کیسا اچھا منظر تھا اور جانثاری کا کیسا اچھا اظہار ہوا۔ اس منظر کو دیکھنے کے لیے خواتین اور مرد، امیر اور غریب سب وہاں جمع ہو جاتے۔ بابا بہت آہستہ چلتے اور بھگت دونوں طرف محبت اور جاں نثاری کے جذبے میں سرشار پیروی کرتے یعنی پیچھے پیچھے چلتے۔ سارے ماحول پر خوشی کی فضا طاری ہو جاتی اور اس طرح یہ جلوس چاوڑی پہنچتا۔ وہ منظر اور وہ دن اب گزر گئے ہیں۔ کوئی بھی انسان انھیں اب یا مستقبل میں نہیں دیکھ سکتا۔ اب بھی ان مناظر کو یاد کر کے یا انھیں تصور میں لا کر ہم اپنے من کو سکون و آرام فراہم کر سکتے ہیں۔

چاوڑی کی سفید رنگ کی چھت کو آئینوں اور کئی قسم کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ وہاں پہنچنے پر تاتیا نے آگے بڑھ کے ایک آسن بچھایا اور اس پر ایک گاؤ تکیہ رکھتے ہوئے

جب تک کہ تاتیا آکر ان کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر انھیں سہارا دے کر کھڑا نہ کرتا۔ تاتیا بابا کو ماما کہہ کر مخاطب کرتا۔ ان کا رشتہ سچ مچ بہت قریبی تھا۔ بابا معمول کے مطابق جسم پر کفنی پہنے ہوئے ہوتے۔ اپنی بغلوں کے نیچے سٹکار کھتے، تمباکو کی چلم اور تمباکو اٹھاتے اور اپنے کندھے پر کپڑا ڈالتے ہوئے چلنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ تاتیا ایک بہت ہی خوب صورت شال جس پر سونے کا کام کیا گیا ہوتا بابا کے جسم پر ڈال دیتا۔ اس کے بعد بابا پیچھے پڑے لکڑیوں کے گٹھے کو دائیں پاؤں سے آگ میں بڑھا کر دائیں ہاتھ سے جلتے ہوئے لیمپ کو بجھاتے ہوئے چاوڑی کے لیے روانہ ہو جاتے۔

اس کے بعد سارے موسیقی کے ساز، تاشے، نرسنگے اور مردنگ اپنی منفرد آوازوں کے ساتھ بجنا شروع ہو جاتے۔ آتشبازی، رنگارنگ کے نظارے پیدا کرتی۔ عورتیں اور مرد بابا کی تعریف کے بھجن مردنگ اور وینا کی دھنوں پر گاتے چلنے لگتے۔ کچھ خوشی سے ناچتے چلتے اور کچھ نے ہاتھوں میں مختلف قسم کے علم اور جھنڈے اٹھائے ہوئے ہوتے۔ بابا جب مسجد کی سیڑھیوں تک پہنچتے تو باوردی بھالدار بابا کی آمد کا اعلان کرتے۔ بابا کی دونوں طرف کچھ لوگ چنور لیے ہوئے کھڑے ہوتے۔ کچھ دوسرے بابا کو پنکھا جھلتے۔ راستے میں کپڑا بچھایا گیا ہوتا جس پر بابا اپنے بھگتوں کے سہارے سے چلتے۔ تاتیا پٹل بابا کا بایاں ہاتھ تھامے ہوتا اور مہالا سپتی دایاں باپو صاحب جوگ بابا کے سر پر چھتر لیے ہوتا۔ اس شکل میں بابا چاوڑی تک سفر کرتے۔ پوری طرح سجا ہوا شیام کرن گھوڑا رہبری کرتا یعنی سب کے آگے ہوتا اور اس کے پیچھے تمام بار بردار، خدمت گار، موسیقی بجانے والے اور بھگتوں کی بھیڑ ہوتی۔ خدا اور سائی بابا دونوں کے ناموں کے گیتوں کی آواز آسمان کو چیرتی ہوئی محسوس ہوتی۔ اس طرح سے جلوس کونے تک پہنچتا اور سب لوگ جو جلوس میں شامل ہوتے بہت خوش نظر آتے۔

اس کونے پر پہنچ کر بابا چاوڑی کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ ایک خاص

خیال کرنے کے بعد جس کو وہ خود بھی موضوع سے انحراف تصور کرتا ہے، چاوڑی کے جلوس کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے:-

چاوڑی جلوس

باباکی اقامت گاہ جس میں ایک سے زیادہ لوگوں کے رہنے کی جگہ تھی کو پہلے ہی بیان کیا جاچکا ہے۔ ایک دن وہ مسجد میں سوتے اور دوسرے دن چاوڑی میں جو ایک دو کمروں پر مشتمل مسجد کے قریب ہی ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ وہ باری باری ایک دن مسجد میں اور دوسرے دن چاوڑی میں سوتے تھے۔ یہ سلسلہ باباکی مہاسادھی کے وقت تک چلتا رہا۔ 10/دسمبر 1909ء سے بھگت چاوڑی میں باباکی باقاعدہ پوجا کرنے لگے۔ یہ اب ہم باباکی مہربانی سے بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

جب چاوڑی میں بابا کے قیام کی باری آتی تو بھگت چند گھنٹوں کے لیے مسجد میں جمع ہو کر وہاں کے منڈپ میں بھجن کیرتن وغیرہ کرتے۔ منڈپ کے ایک طرف ایک چھوٹا رتھ، دائیں طرف تلسی بندرابن اور آگے بابا ہوتے۔ بیچ میں بھجن کے شوقین بھگت۔ بھجن کا شوق رکھنے والی خواتین و مرد وقت سے پہلے وہاں پہنچ جاتے۔ کچھ بھگت تال چپلسن، کرتال، مردنگ، کھنجری اور ڈھول وغیرہ خوشی کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بھجن گاتے۔ سائی باباکی وہ مقناطیسی کشش تھی جو تمام بھگتوں کو وہاں کھینچ لاتی۔ باہر کھلی جگہ میں کچھ اپنی مشعلوں کو درست کرتے۔ کچھ پالکیوں کو سجاتے، کچھ لکڑی کے ڈنڈے اپنے ہاتھوں میں لے کر باباکی فتح کے نعرے لگاتے۔ کناروں کو جھنڈیوں سے سجایا جاتا۔ مسجد کے اردگرد تیل کے دیوں سے چراغاں کیا جاتا جس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوتی۔ باہر باباکا گھوڑا شیام کرن پوری طرح سجا کھڑا ہوتا پھر تاتیا پاٹل اپنی پارٹی کے ساتھ آکر باباکو تیار رہنے کے لیے کہتا۔ بابا اپنی جگہ پر اس وقت تک بیٹھے رہتے

تیسواں باب

چاوڑی کا جلوس

اس باب میں ہیماڈ پنت ابتدائی خیالات کا اظہار کرنے اور ویدانت کے بارے میں اپنے ابتدائی کلمات کے بعد چاوڑی کے جلوس کی وضاحت کرتا ہے۔

ابتدائیہ

بابا کی زندگی اور ان کے روزانہ معمولات ان کا طور طریقہ اور ان کا عمل بیان سے باہر ہے۔ کبھی کبھی وہ الوہی مسرت کے نشے میں چور ہوتے اور کبھی سکون و اطمینان یا عرفانِ ذات سے معمور۔ بہت سے کام کرتے ہوتے بھی کبھی کبھی وہ ان سے بالکل لاتعلق ہوتے کبھی کبھی جب وہ کچھ نہ کرتے ہوئے دکھائی دیتے تب بھی وہ بیکار یا اونگھتے ہوئے نہ ہوتے۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات کے احکامات کے مطابق عمل کرتے۔ وہ اگرچہ پرسکون، خاموش اور سمندر کی طرح ٹھہرے ہوئے نظر آتے لیکن اصل میں بڑے گہرے اور بے پایاں ہوتے ان کی فطرت کو بیان کرنا الفاظ کی قدرت سے باہر ہے۔ وہ مردوں کو بھائی اور خواتین کو بہنیں اور مائیں سمجھتے۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے وہ مکمل طور پر مجرد برہمچاری تھے۔ ان کی صحبت میں جو علم ہم نے حاصل کیا خدا کرے وہ مرتے دم تک ہمارے ساتھ رہے۔ آیئے ہم پورے خلوص کے ساتھ ان کے قدموں پر خود کو قربان کر کے ان کی خدمت کریں۔ آیئے ہم انھیں ہر شئے میں دیکھیں اور ہمیشہ ان کے نام سے محبت کریں۔ ہیماڈ پنت نے ویدانیت کے بارے میں تفصیل سے اظہار